Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لئے

روزنامہ **الفضل** ربوہ

فون: ۴۴۹ ایڈیٹر: نسیم سیفی رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۸/۴۳ جمعرات: ۴۔شعبان ۱۴۱۳ھ، ۲۸ صلح ۱۳۷۲ ہش، ۲۸۔جنوری ۱۹۹۳ء نمبر ۲۴

حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر کی صحت کے لئے دعا کی درخواست

حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع فیصل آباد کی صحت مسلسل گر رہی ہے۔ کمزوری زیادہ ہے۔ احباب کرام سے درخواست ہے کہ حضرت شیخ صاحب کی صحتیابی کے لئے دردِ دل سے دعائیں کریں۔

ارشادات حضرت بانئ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"متکبر خدا تعالیٰ کے تخت پر بیٹھنا چاہتا ہے۔ پس اس قبیح خصلت سے ہمیشہ پناہ مانگو۔ خدا تعالیٰ کے تمام وعدے بھی خواہ تمہارے ساتھ ہوں مگر تم جب بھی فروتنی کرو۔ کیونکہ فروتنی کرنے والا ہی خدا تعالیٰ کا محبوب ہوتا ہے۔ دیکھو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابیاں اگرچہ ایسی تھیں کہ تمام انبیائے سابقین میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ مگر آپ کو خدا تعالیٰ نے جیسی جیسی کامیابیاں عطا کیں آپ اتنی ہی فروتنی اختیار کرتے گئے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص آپ کے حضور پکڑ کر لایا گیا۔ آپ نے دیکھا تو وہ بہت کانپتا تھا اور خوف کھاتا تھا مگر جب وہ قریب آیا تو آپ نے نہایت نرمی اور لطف سے دریافت فرمایا کہ تم ایسے ڈرتے کیوں ہو؟ آخر میں بھی تمہاری طرح ایک انسان ہی ہوں اور ایک بڑھیا کا فرزند ہوں۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۵۴۸)

اپنے گھروں میں رحمی رشتوں کا خیال کریں

اقتباس از خطبہ فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

بارہا میں نے توجہ دلائی ہے کہ اپنے گھروں میں رحمی رشتوں کا خیال کریں اور اپنے تعلقات کو سدھاریں لیکن اس کے باوجود کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جبکہ ایسی تکلیف دہ خبریں یا ساسوں کی طرف سے یا بہوؤں کی طرف سے یا ماؤں کی طرف سے یا بیٹیوں کی طرف سے یا بیٹوں کی طرف سے نہ آتی ہوں۔ جہاں ایک دوسرے سے شکوے کئے ہیں۔ بعض بیویاں اپنے خاوندوں کے شکوے کرتی ہیں۔ بعض بچے اپنے ماں باپ کے شکوے کرتے ہیں کہ سخت کلام ہیں۔ بدتمیز ہیں۔ ہر وقت گھر میں ایک عذاب بنا ہوا ہے۔ تعلقات کو توڑنے والے ہیں بجائے جوڑنے کے اور اس کے نتیجہ میں شر پیدا ہوتا ہے۔ اس کے نتیجہ میں گھر جنتوں کی بجائے جہنم میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ دعا سکھائی کہ ہر ایسے پھونکنے والے کے شر سے ہمیں بچا جس کے نتیجہ میں تعلقات خراب ہوتے ہیں اور جہاں پھونکنے والوں سے مراد جادو ٹونے ٹوٹکے کرنے والے بھی ہیں مطلب یہ ہے کہ وہ کوشش کرتے ہیں کہ کسی طرح ان کے دم سے ان کے بدنفس سے دوسرے کے حالات بگڑ جائیں۔ افریقہ میں آج یہ رواج پایا جاتا ہے اور بہت سے احمدی مجھے افریقہ سے لکھتے ہیں کہ ہم کس طرح بچیں۔ ان کا جواب ۱۴۰۰ سال پہلے قرآن کریم نے دے دیا ہے یہ مراد نہیں ہے کہ ضرور ان کے بدنفوس میں اثر ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ان بدنفوس کے ساتھ وہ شرارتیں بھی کرتے ہیں اور دھوکہ بازیوں سے بھی کام لیتے ہیں۔ بعض مخفی طریقوں پر زہر بھی دے دیتے ہیں۔ بعض دشمنوں سے نقصان بھی پہنچا دیتے ہیں اور بظاہر ایک رعب بھی قائم رکھتے ہیں کہ ہمارے دم پھونکنے کے نتیجہ میں تمہیں یہ نقصان پہنچا ہے۔ پس ہر قسم کے اس فتنہ سے بچایا گیا ہے جس کے نتیجہ میں تاریکی پھیلے۔ روشنی کم ہو۔ ایک نئی تخلیق ہو لیکن بدیاں لے کر آئے یا خود بد ہو جائے یا جہاں سے نکلی ہے اس کو بد بنا دے۔ ہر اس قسم کے احتمالات کیلئے یہ کامل دعا ہمیں سکھائی گئی ہے اور پھر فرمایا (۔) ہمیں حاسد کے شر سے بچا جب وہ حسد کرے۔

(از خطبہ فرمودہ ۲۸ جون ۱۹۹۱ء)

"انسانی قدروں کے لئے ایک عالمی جہاد کی ضرورت ہے اور جماعت کو اسے ہر جگہ موضوع بنانا چاہیئے"

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔

خصوصی درخواست دعا

محترم صاحبزادہ مرزا حفیظ احمد صاحب فرماتے ہیں:

میرے بیٹے عزیزم ڈاکٹر مرزا لئیق احمد صاحب تقریباً دو ماہ سے دل کے عارضہ میں مبتلا ہیں۔ اب سپیشلسٹ ڈاکٹروں کی رائے کے مطابق ان کے دل کا آپریشن بیرون ملک کروانے کیلئے میں عنقریب ان کو لے کر جاؤں گا۔ ان کے دل کی تین شریانیں DAMAGE ہیں۔ احباب جماعت اور بزرگوں سے عاجزانہ دعاؤں کی درخواست کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے معجزانہ رنگ میں ڈاکٹر صاحب کو کامیاب آپریشن کے ساتھ اور کامل صحت کے ساتھ واپس اپنے ملک میں لائے۔

ڈینٹل سرجن کی ضرورت

فضل عمر ہسپتال میں ایک ڈینٹل سرجن کی ضرورت ہے گریڈ ۵۶۵۔۲۱۵۔۳۰۷۰ =/۵۰۰ NPA + روپے ہوگا اس جماعتی ادارہ میں خدمت کا جذبہ رکھنے والے خواہش مند ڈاکٹر صاحبان اپنی درخواستیں امیر صاحب مقامی یا صدر محلہ / حلقہ کی تصدیق کے ساتھ مورخہ یکم فروری ۱۹۹۳ء تک دفتر فضل عمر ہسپتال بھجوا دیں۔ انٹرویو ۶ فروری بروز ہفتہ ہوگا۔ امیدواران اپنے اصل سرٹیفکیٹ وغیرہ ہمراہ لائیں۔

(ایڈمنسٹریٹر)

عہدیداران بار ایسوسی ایشن ربوہ

منددرجہ ذیل ایڈووکیٹ صاحبان بار ایسوسی ایشن ربوہ کے سال ۹۳ء کے لئے عہدیدار متفقہ طور پر منتخب ہوئے ہیں۔

۱۔ صدر — محمود خان رانا

۲۔ نائب صدر و خزانچی — میاں عبدالسمیع حسنی

۳۔ جنرل سیکرٹری — چوہدری محمد شریف خالد

غیر معینہ ۔ کماحقہ

روزنامہ **الفضل** ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۸- صلح ۱۳۷۲ ہش　　　۲۸- جنوری ۱۹۹۳ء

تقویٰ ـ محبّت اور ڈر

محبّت اور ڈر - دونوں ایسے عوامل ہیں جو ہماری زندگی پر گہرا اثر ڈالتے ہیں۔ ہم جو کچھ بھی کرتے ہیں یا محبّت کی وجہ سے کرتے ہیں یا ڈر کی وجہ سے - شعوری طور پر یا غیر شعوری طور پر - یہ دونوں عوامل ہماری زندگی کے ہر شعبے کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ بعض اوقات انسان کہہ دیتا ہے کہ مَیں تو کسی سے نہیں ڈرتا - لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس نے ابھی ڈر کا مقام دیکھا ہی نہیں ہوتا۔ جب کوئی ڈر کا مقام سامنے آتا ہے تو اسکی ہوائیاں اڑنے لگتی ہیں۔ اور اس سے بڑھ کر یہ کہ اوروں سے تو ڈرنے کی بات الگ رہی وہ اپنے آپ سے بھی خوفزدہ ہوتا ہے - اور یہ نہ جاننے کے باوجود کہ وہ اپنے آپ سے خائف ہے۔ اپنے آپ سے خوفزدہ رہتا ہے۔

کہنے کا مقصد یہ ہے کہ محبت اور خوف ہماری زندگی میں اس طرح دخیل ہیں کہ ہم ان کے بغیر ایک قدم نہیں چل سکتے۔ بعض اوقات یہ عوامل نظروں کے سامنے ہوتے ہیں اور بعض اوقات پوشیدہ۔ بعض اوقات ہمیں ان کا احساس ہوتا ہے اور بعض اوقات ہمیں ان کا احساس نہیں بھی ہوتا لیکن بعد میں جب ہم غور کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ یہ عوامل موجود تھے۔ دوسروں کو نفسیات کے ترازو میں تولتے ہوئے بہت سی ایسی باتوں کا ذکر کرتے ہیں جو وہ شخص خود ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ لیکن ماہرین نفسیات کہتے ہیں کہ جو کچھ کہا گیا ہے ٹھیک ہے۔ اور دراصل ہم ماہر نفسیات کے پاس جاتے ہی اس لئے ہیں کہ وہ ہمیں ان باتوں سے آگاہ کرے جن سے ہم خود واقف نہیں۔ اگرچہ وہ باتیں ہوتیں ہمارے ہی متعلق ہے۔ اور وہ کھوج لگا لگا کر باتیں بتاتا ہے۔

محبت اور خوف کے متعلق یہ بات بھی واضح ہے کہ انسانوں کے تعلق میں ہم ان سے گریز بھی کر جاتے ہیں محبت کرنا چاہتے ہیں۔ نہیں کرتے یا اظہار مناسب نہیں سمجھتے۔ ڈرنا نہیں چاہتے لیکن خوفزدہ ہو جاتے ہیں۔ اور یہ اس لئے کہ ہم جو کچھ ہیں اس سے مختلف نظر آنا چاہتے ہیں۔ البتہ خدا تعالیٰ کی ہستی ایک ایسی ہستی ہے کہ مختلف نظر آ ہی نہیں سکتے۔ اس نے ہمیں پیدا کیا ہے وہ ہماری گُنہہ کو جانتا ہے۔ ہم کیا ہیں یہ بھی اسے معلوم ہے اور اگر ہم جو کچھ ہیں اس کے خلاف نظر آنے کی کوشش کریں تو اس بات کو بھی جانتا ہے۔ گویا ہماری محبت اور ہمارا ڈر حقیقی طور پر اسی کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اسی محبت اور ڈر کا نام تقویٰ ہے۔

کیمپوں میں ٹھٹھرتے ہوئے دن کاٹ رہے ہیں
نفرت کے ستائے ہوئے ابنائے فلسطین

امداد ہے گو عالمِ اسلام پہ لازم
ہم کرتے ہیں ہر فردِ بشر کو یہی تلقین

ابوالاقبال ـــــــ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا کہوں کیا نہ کہوں اس پہ تو قدغن ہوگی
مَیں نے کیا مان لیا یہ ہے اجارہ کس کا

یہ نہ دیکھیں کہ مَیں ہوں کتنا نحیف ولاغر
یہ بھی سوچیں مجھے ملتا ہے سہارا کس کا

میری غرقابی کے خواہاں کو یہ معلوم نہیں
لہر کس کی ہے بھنور کس کا کنارا کس کا

صاف بچ نکلے جو موسیٰ کے طرفدار بنے
انکے دشمن کی تباہی تھی اشارہ کس کا

یوں تو دونوں نے پکارا تھا خدا کو لیکن
دیکھنا یہ ہے کہ پھر کام سنوارا کس کا

وقت کی بات ہے کیا بیت گیا بیت گیا
نام باقی ہے تمہارا کہ ہمارا ، کس کا

کل کسے خاک بسر آپ نے دیکھا تھا نسیمؔ
ہے بلندی پہ نسیمؔ آج ستارہ کس کا

نسیمؔ سیفی

کتابیں پڑھنے کے بعد لائبریری کو بھیج دیں

حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) اللہ آپ پر رحم کرتا رہے کا ایک اہم ارشاد
حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) اللہ تعالیٰ آپ پر رحمتیں کرے نے فرمایا:-

"افراد سے مَیں یہ کہوں گا کہ آپ اپنی زندگی میں (اور آپ سے میری مراد وہ دوست ہیں جنہیں علم کا شوق ہے اور کتابیں خریدتے ہیں) بہت سی کتب ایسی بھی خریدتے ہیں کہ جب پڑھ لیتے ہیں تو ان میں آپ کو کوئی دلچسپی باقی نہیں رہتی۔ پس ایسے دوستوں کو سوچنا چاہیئے کہ ایسی کتاب میں ایک ہزار دوسرے آدمیوں کو دلچسپی ہو سکتی ہے۔ اس واسطے وہ ایسی کتب (امامت) لائبریری میں بھیج دیں۔ ان کا اپنا شوق تو پورا ہو گیا ....

اگر ہماری ساری جماعت اس طرف توجہ کرے اور ساری جماعت سے مراد پاکستان کی جماعت نہیں بلکہ ساری دنیا کی جماعتیں مراد ہیں جن میں کروڑ ڈیڑھ کروڑ سے بھی شاید زیادہ افراد ہوں۔ پس اگر دوست توجہ کریں تو ہمیں سال میں ایک لاکھ کتابیں آسانی سے مل سکتی ہیں۔"

(الفضل مورخہ ۲ مئی ۱۹۹۱ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ۔ الثانی

تلقینِ عمل

ابتدائے اسلام کا واقعہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک شخص قتل کے جرم میں پکڑا گیا۔ اس نے کہا کہ مجھے کچھ مہلت دیجئے کیونکہ میرے پاس بعض یتامیٰ کی امانتیں ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ گھر جا کر وہ امانتیں انہیں واپس کر دوں۔ وہ ایک بدوی تھا اور بدویوں کا پکڑنا نہایت مشکل ہوتا ہے کیونکہ سینکڑوں میل کا صحرا ہوتا ہے۔ جس میں وہ رہتے ہیں۔ اور آج اگر یہاں ہوتے ہیں تو کل وہاں۔ کوئی ایک مقام ان کا ہوتا نہیں کہ وہاں سے انہیں تلاش کیا جا سکے۔ اور اگر ہاتھ سے نکل جائیں تو پھر ان کا ڈھونڈنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم کوئی ضمانت دو تو تمہیں چھوڑ دیتے ہیں۔ بغیر ضمانت کے ہم تمہیں چھوڑ نہیں سکتے۔ اس نے ادھر ادھر نظر دوڑائی تو ایک صحابیؓ کی طرف جو ابوذرؓ یا ابوالدرداءؓ تھے۔ مجھے اس وقت صحیح نام یاد نہیں اشارہ کر کے کہا یہ میرے ضامن ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ ضمانت دیتے ہیں۔ انہوں نے کہا ہاں میں اس کی ضمانت دیتا ہوں۔ اب ایک قاتل کی ضمانت دینے کے معنے یہ تھے کہ اگر وہ مقررہ وقت پر نہ پہنچے تو مجھے مار ڈالنا۔ ان کی ضمانت پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے چھوڑ دیا۔ اور وہ چلا گیا۔ جب وہ دن آیا جو اس کی سزا کے لئے مقرر تھا تو لوگ اس بدوی کا انتظار کرنے لگے کہ کب آتا ہے۔ مگر وقت گزرتا جائے اور اس کی آمد کا کوئی پتہ نہ لگے۔ آخر اس صحابیؓ کے دوستوں کے دلوں میں تشویش پیدا ہوئی اور انہوں نے اس سے پوچھا کہ آپ جانتے بھی ہیں وہ ہے کون؟ انہوں نے کہا مجھے تو معلوم نہیں وہ کون تھا وہ کہنے لگے تو پھر آپ نے ضمانت کیوں دی۔ انہوں نے کہا اس نے جو مجھ پر اعتماد کیا تھا تو میں اس پر اعتماد کیوں نہ کرتا۔ خیر ان کے دوستوں کے دلوں میں بڑی بے چینی پیدا ہو گئی کہ نہ معلوم اب کیا ہو گا۔ مگر جب عین وہ وقت پہنچا جو اس کی سزا کے لئے مقرر تھا تو لوگوں نے دیکھا کہ دُور سے ایک غبار اڑتا چلا آ رہا ہے۔ سب لوگوں کی آنکھیں اس طرف لگ گئیں۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری کہ انہوں نے دیکھا ایک سوار نہایت تیزی سے گھوڑا دوڑاتا چلا آ رہا ہے یہاں تک کہ گھوڑے کا پیٹ زمین سے لگ رہا ہے جب وہ قریب پہنچا تو ادھر وہ گھوڑے سے اترا اور ادھر اس کے گھوڑے نے دم دے دیا اور مر گیا۔ یہ سوار وہی شخص تھا جس کی اس صحابی نے ضمانت دی تھی۔ وہ کہنے لگا میرے پاس امانتیں کچھ زیادہ تھیں۔ ان کو واپس کرتے میں مجھے دیر ہو گئی اور میں اپنے گھوڑے کو مارتا اور اسے نہایت تیزی سے دوڑاتا ہوا یہاں پہنچا تاکہ میرے ضامن کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ تو دیانت ایسی چیز ہے کہ باوجود اس کے ان واقعات پر سینکڑوں سال گزر گئے۔ آج بھی ہم ان واقعات کو پڑھتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ ہم اس گناہ سے بھری ہوئی دنیا میں نہیں بلکہ ایک ایسی جنت میں ہیں جو خوبیاں ہی خوبیاں اپنے اندر رکھتی ہے حالانکہ یہ انفرادی واقعات ہیں۔ کروڑوں اور اربوں میں سے کسی ایک انسان کا واقعہ ہے مگر یہ ایک واقعہ بھی انسانیت کو اتنا خوبصورت کر کے دکھا دیتا ہے کہ دنیا کے سارے گناہ نگاہوں سے پوشیدہ ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح تجارتی دیانت کی بھی ہمارے آباء میں مثالیں پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ تاریخوں میں آتا ہے کہ ایک دفعہ ایک شخص گھوڑے کو فروخت کرنے کے لئے بازار میں لایا۔ اور اس نے کہا کہ اس کی پانچ سو درم قیمت ہے ایک صحابیؓ نے اس گھوڑے کو دیکھا اور اسے پسند کیا اور کہا کہ میں یہ گھوڑا لیتا ہوں مگر اس کی قیمت پانچ سو درم نہیں بلکہ دو ہزار درم دوں گا۔ کیونکہ یہ گھوڑا نہایت اعلیٰ قسم کا ہے اور اس کی قیمت اتنی تھوڑی نہیں جتنی تم بتاتے ہو۔ اس پر گھوڑا بیچنے والا اصرار کرنے لگا کہ میں پانچ سو درم لوں گا اور گھوڑا خریدنے والا اصرار کرنے لگا کہ میں دو ہزار درم دوں گا۔ ایک کہتا کہ اے شخص تجھے گھوڑے کی پہچان نہیں یہ گھوڑا زیادہ قیمت کا ہے۔ اور دوسرا کہتا کہ میں صدقہ لینا نہیں چاہتا۔ میں اپنے گھوڑے کو جانتا ہوں اس کی قیمت پانچ سو درم ہی ہے اس کے کتنا الٹ نظارہ آج دنیا میں نظر آتا ہے۔ وہاں تو یہ تھا کہ چیز خریدنے والا قیمت بڑھاتا تھا اور چیز بیچنے والا قیمت گراتا تھا اور یہاں یہ حال ہے کہ دو دو آنے کی چیز بعض دفعہ دس دس روپے میں فروخت کی جاتی ہے۔ بمبئی میں میں نے ان دو سفروں میں تو جو حال ہی میں میں نے کئے ہیں نہیں دیکھا لیکن آج سے ۱۵ ، ۲۰ سال پہلے میں نے جو سفر کئے تھے۔ ان میں دو دفعہ خود میرے ساتھ بھی ایسا ہی واقعہ ہوا۔ بمبئی میں چونکہ عام طور پر نووارد لوگ آتے رہتے ہیں اور وہ قلموں کی شناخت کا مادہ اپنے اندر نہیں رکھتے اس لئے بعض لوگوں نے وہاں یہ طریق اختیار کیا ہوا ہے کہ جب کسی اجنبی شخص کو دیکھیں گے اسے آملیں گے اور کہیں گے کہ میں مسافر ہوں مگر کرایہ کم ہو گیا ہے فلاں جگہ جانا چاہتا ہوں میرے پاس یہ قلم ہے اس کی پندرہ روپے قیمت ہے مگر آپ دس روپے ہی دے دیں تو میرا کرایہ بن جائے گا۔ اب وہ قلم چھ سات پیسے کا ہوتا ہے۔ مگر بعض دفعہ کوئی ایسا اناڑی بھی انہیں مل جاتا ہے جو اس طمع کو دیکھ کر جو نیم کے خول پر چڑھا ہوا ہوتا ہے سمجھتا ہے کہ یہ سودا بڑا سستا ہے اور دس روپے پر اس سے قلم لے لیتا ہے حالانکہ وہ پانچ سات پیسے کا قلم ہوتا ہے پھر بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جو جھگڑا شروع کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ قیمت زیادہ ہے ذرا کم کرو۔ اس طرح وہ دس روپے سے نو روپے پر آتا ہے۔ پھر نو سے آٹھ پر۔ آٹھ سے سات پر۔ سات سے چھ پر، چھ سے پانچ پر۔ پانچ سے چار پر، حتیٰ کہ بعض دفعہ وہی قلم جس کی قیمت وہ پہلے پندرہ روپے بتلاتے ہیں چھ سات آنے پر دے دیتے ہیں اور لینے والا سمجھتا ہے کہ میں نے خوب لوٹا۔ حالانکہ پھر بھی وہی شخص انہیں لوٹ کر لے گیا ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ قلم چند پیسوں کا ہوتا ہے۔ اور وہ کئی آنے بٹور لیتا ہے خود میرے ساتھ بھی ایک دفعہ ایسا ہی ہوا۔ مگر مجھے چونکہ بعض دوستوں نے یہ بات بتا دی تھی۔ اس لئے میں نے فوراً کہہ دیا کہ مجھے ضرورت نہیں۔ مگر وہ کہنے لگا دس نہ سہی نو ہی دے دیں۔ نو نہ سہی آٹھ ہی دے دیں۔ آٹھ نہ سہی سات ہی دے دیں سات نہ سہی چھ ہی دے دیں۔ اچھا پانچ روپے ہی دے دیں جب میں نے کہا میں کہہ چکا ہوں کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں تو کہنے لگا۔ اچھا چار ہی دے دیجئے۔ تین ہی دے دیجئے۔ دو ہی دے دیجئے۔ چلئے۔ ایک روپیہ ہی دے دیں۔ پھر وہ اس سے بھی نیچے اترا، کہنے لگا آٹھ آنہ ہی دے دیں۔ سات آنے ہی دے دیں۔ چلو چھ آنے ہی دے دیں۔ مگر میں نے کہا جب میں نے کہہ دیا ہے کہ میں نے نہیں لینا تو میں چھ آنے بھی کیوں دوں۔ اسی طرح کشمیر میں میں نے دیکھا ہے۔ وہاں لوگ مشک کا نافہ لاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کے اندر ایک تولہ مشک ہے اور اس کی اصل قیمت تیس روپے ہے مگر چونکہ ہمیں روپے کی سخت ضرورت ہے۔ اس لئے ہم آپ کو چوبیس پچیس روپیہ میں نافہ دے سکتے پھر وہی نافہ جس کی وہ پچیس روپے قیمت بتاتے ہیں۔ بعض دفعہ آٹھ آنے میں بھی دے دیتے ہیں۔ اور جب تم آٹھ آنہ میں مشک کا نافہ لے کر یہ سمجھتے ہو کہ دنیا کے سب سے بڑے ماہر تاجر تم ہو۔ کیونکہ تم نے ایک شخص سے مشک کا نافہ آٹھ آنے میں لے لیا تو اس وقت بھی تم دھوکا خوردہ ہوتے ہو کیونکہ جب اسے کھول کر دیکھا جاتا ہے تو اس میں سے کبوتر کے جمے ہوئے خون کے سوا اور کچھ نہیں نکلتا۔ اور تمہیں معلوم ہو جاتا ہے کہ بڑے ماہر تم نہیں بلکہ بڑا ٹھگ وہی تھا جو تمہیں لوٹ کر لے گیا۔ وہ نافہ کے باہر تھوڑی سی مشک مل دیتے ہیں اور اندر کبوتر کا خون بھر دیتے ہیں۔ کبوتر کے خون کی بعض دوائیوں سے بالکل مشک کی سی شکل ہو جاتی ہے۔ اور ناواقف آدمی سمجھتا ہے کہ آج میں نے بڑا سستا سودا کیا۔ میں نے آٹھ آنہ میں مشک کا نافہ خرید لیا۔ حالانکہ اس میں صرف

باقی صـ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نسیم سیفی

امتحانی نتائج

۸۵۰ میں سے ۸۲۵ نمبر کس طرح آ سکتے ہیں۔ پوچھنے والے نے یہ بات پوچھ تو لی لیکن اس کا اسے جواب نہ ملا۔ حقیقت یہ ہے کہ سوال یہ پوچھنے والا نہیں کہ ۸۵۰ میں سے ۸۲۵ نمبر کس طرح آ سکتے ہیں۔ سوال یہ پوچھنے والا ہے کہ لوگ کس کس طرح نمبر لگواتے ہیں۔ اس کا ایک واقعہ سنئے۔

گھر میں سفیدی ہو رہی تھی سارا سامان اٹھا کے صحن میں رکھا ہوا تھا۔ اور کمروں میں صرف کھوکھے وغیرہ پڑے تھے جن پر کھڑے ہو کر سفیدی کی جاتی تھی۔ کسی نے دروازے پر دستک دی۔ میں نے دروازہ کھولا۔ اور دروازے پر ہی اس سے بات کرنے کی کوشش کی وہ کہنے لگے بیٹھنے کے لئے نہیں کہیں گے۔ میں نے دروازہ پوری طرح کھول دیا اور کہا کہ دیکھ لیجئے یہ کھوکھا پڑا ہے اگر آپ اس پر بیٹھ سکتے ہیں تو بیٹھ جائیں۔ گھر میں سفیدی ہو رہی ہے۔ وہ اندر آ گئے اور اس کھوکھے پر بیٹھ کر کہنے لگے لاہور سے آیا ہوں کام یہ ہے کہ ہمارے ایک ڈاکٹر صاحب کی بیٹی نے ایف ایس سی کا امتحان دیا ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ وہ اتنے نمبر ضرور حاصل کر لے کہ میڈیکل میں داخلہ مل جائے۔ اور ہمیں پتہ چلا ہے کہ ان کے پرچے یہاں فلاں شخص کے پاس آئے ہیں۔ بھیجنے والے کا بھی انہوں نے نام بتایا۔ میرے عزیز تھے۔ میں نے ان کی یہ بات سن کر انہیں ایک لیکچر پلایا۔ یعنی یہ کہنا شروع کیا کہ یہ تو چوری ہے کہ اصل میں نمبر کم ہوں اور ان کو زیادہ کروا دیا جائے۔ میں اس بات کو ہرگز برداشت نہیں کرتا۔ اور جس شخص کا آپ نے نام لیا ہے ان کے متعلق بلکہ ان کے خاندان کے متعلق میں خوب اچھی طرح جانتا ہوں کہ وہ ایسا کام کرنے کے لئے تیار نہ ہوں گے۔ کہنے لگے تو پھر میں واپس چلا جاؤں۔ چونکہ انہیں بھیجا میرے ایک عزیز نے تھا میں نے کہا کہ خواہ مخواہ مجھ پر بات آئے گی۔ آپ واپس نہ جائیں۔ آپ ان سے مل لیں۔ کہنے لگے میں انہیں اور کچھ نہیں کہوں گا۔ صرف یہ کہوں گا کہ پرچے دوبارہ دیکھ لئے جائیں۔ میں نے کہا کہ اس کا مطلب تو یہی ہے کہ دوبارہ دیکھ کر نمبر زیادہ کر دیئے جائیں۔ وہ ایسا نہیں کریں گے۔ لیکن بہرحال آپ ان سے ضرور مل لیں اور جو جواب وہ آپ کو دیں وہ جا کر لاہور میں اس شخص کو بتا دیں جس نے آپ کو بھیجا ہے۔ میں نے اپنے ایک بچے کو ان کے ساتھ کیا اور اس شخص کا گھر بتا دیا جس کے پاس پرچے تھے۔ وہاں ان کی خاصی لمبی گفتگو ہوئی وہ صاحب کہنے لگے کہ میں پرچہ دوبارہ دیکھ تو لوں گا لیکن یہ بھی آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ سوائے اس کے کہ جمع تفریق میں کوئی غلطی ہو گئی ہو میں اس میں اور کوئی تبدیلی کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ اگر آپ یہ چاہیں کہ میں اس کے نمبر بڑھا دوں یہ ممکن نہیں ہے۔ میں صرف اتنا کر سکتا ہوں کہ پرچہ دوبارہ دیکھ لوں اور جو نمبر میں نے لگائے ہوئے ہیں ان کے متعلق یہ یقین کر لوں کہ وہ ٹھیک طرح سے جمع کئے گئے ہیں یعنی اس بات میں کوئی غلطی نہیں ہو گئی کہ ہر سوال کا نمبر صحیح طور پر درج کیا گیا ہے۔ وہ صاحب مجھ سے تو پھر نہیں ملے لیکن مجھے یقین ہے کہ انہیں اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ البتہ اگر یہی پرچے کسی اور کے پاس جاتے تو یہ شخص اس بات پر راضی ہو جاتا کہ نمبر بڑھا دیں گے تو پھر آپ دیکھتے کہ نمبر کس طرح بڑھتے ہیں اور کتنے بڑھتے ہیں ۸۵۰ میں سے ۸۲۵ ملتے ہیں یا اس کے قریب قریب۔

اسی طرح میں بیت الذکر جا رہا تھا کہ راستے میں ایک صاحب ملے۔ کہنے لگے کہ فلاں نوجوان آپ کا بیٹا ہے۔ میں نے کہا ہاں خدا کے فضل سے وہ میرا بیٹا ہے۔ کہنے لگے میرا وہ کلاس فیلو تھا۔ مجھے ایک ضرورت آن پڑی ہے آپ میری مدد کریں۔ یہاں فلاں شخص سائنس کا پریکٹیکل لینے کے لئے ہمارے ہاں آ رہے ہیں۔ وہ کہیں باہر سے آئے تھے۔ آپ ہماری سفارش کر دیجئے۔ ہماری بیٹی کو پریکٹیکل میں خاطر خواہ نمبر دے دیئے جائیں۔ میں نے کہا کہ میرے خیال میں تو وہ ایسا نہیں کریں گے جس شخص کا آپ نے ذکر کیا ہے کہ جنہوں نے آپ کے ہاں جا کر پریکٹیکل کا امتحان لینا ہے۔ میں انہیں بہت بچپن سے جانتا ہوں۔ وہ ہرگز ایسا نہ کریں گے۔ کہنے لگے میں نے آپ سے یہ تو نہیں پوچھا کہ وہ ایسا کریں گے یا نہیں کریں گے۔ میں نے تو یہ کہا ہے کہ میری سفارش کر سکتے ہوں تو ضرور کریں۔ میں نے سفارش کرنے سے انکار کیا۔ کہنے لگے اچھا اتنا تو کریں کہ مجھے ان سے ملا دیں۔ میں نے کہا کہ ہاں یہ میں کر سکتا ہوں۔ چلئے میں آپ کو ان کے گھر لے چلوں۔ چنانچہ میں انہیں ان کے گھر لے گیا۔ اور وہاں بات شروع اس طرح ہوئی کہ انہوں نے کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ہم لوگ یہاں آپ کے کالج میں پریکٹیکل کا امتحان لینے آئے ہیں۔ آپ بھی کئی سالوں سے ہمارے کالج میں آتے ہیں کیا یہ ممکن نہیں کہ آپ ہمارے کسی طالب علم کو خاطر خواہ نمبر دے سکیں یعنی اگر اس کے نمبر کم ہوں۔ ہم بھی تو اکثر ایسا کرتے ہیں۔ جن صاحب کے پاس میں لے کر گیا تھا وہ مسکرائے اور کہنے لگے اچھا دیکھئے میں وہاں آؤں گا تو پھر دیکھا جائے گا۔ اب مجھے یہ تو معلوم نہیں کہ انہوں نے جا کر کسی کو خاص طور پر اس کی استعداد سے زیادہ نمبر دیئے کہ نہیں لیکن اس بات کا مجھے ضرور اندازہ ہو گیا کہ امتحانات کے بعد لوگ دوڑے کیوں پھرتے ہیں جہاں جہاں پرچے جاتے ہیں۔ جہاں جہاں پریکٹیکل کے لئے آنا ہوتا ہے تو ان سے ملاقاتیں کرتے ہیں اور اس خواہش کا اظہار کرتے ہیں کہ نمبر بڑھا دیئے جائیں۔

ایک سپرنٹنڈنٹ صاحب نے مجھے بتایا کہ میں نے امتحان کے وقت ۱۴ لڑکوں کو نقل مارتے دیکھا۔ اور انہیں امتحانی کمرے سے باہر نکال دیا شام کے وقت ان ۱۴ طالب علموں کے والدین ایک ایک ہزار روپیہ یعنی ۱۴ ہزار روپیہ لے کر میرے گھر پر آ گئے اور مجھ سے گفتگو کرتے ہی میرے سامنے ۱۴ ہزار روپیہ رکھ دیا کہنے لگے کہ ان لڑکوں کو امتحان میں بیٹھنے کی اجازت دیں۔ یہ صاحب کہنے لگے ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ نہ کبھی پہلے میں نے ایسا کیا ہے نہ اب کروں گا۔ یہ روپیہ آپ لے جائیں اور جو فیصلہ میں نے طالب علموں کے متعلق کیا ہے اس پر میں قائم ہوں۔ کہنے لگے یہ رقم آپ لے لیں آپ نہیں لیں گے تو کوئی اور لے گا۔ رقم تو بہرحال ہم نے دینی ہے اور اپنے بچوں کو پاس کروانا ہے۔ ان صاحب نے پھر کہا کہ ٹھیک ہے پاس کروا لیں جہاں سے بھی ہو سکتے ہیں۔ لیکن آپ مہربانی کر کے یہ رقم یہاں سے اٹھائیں اور یہاں سے چلے جائیں۔ یہ واقعہ سن کر میں نے سوچا کہ کیا سب اساتذہ اور سب امتحان لینے والے ایسے ہی لوگ ہو سکتے ہیں۔ لیکن کیا یہ ممکن ہے۔

یہ تو آجکل کی باتیں ہیں۔ آج سے ۵۴ سال پہلے کا ایک واقعہ سن لیجئے۔ میں بی۔ اے کا طالب علم تھا۔ ہمارے فارسی کے استاد کبھی کلاس میں حاضر نہیں ہوتے تھے۔ ایک طالب علم کو ساتھ لیتے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے اور خود سگریٹ پیتے باہر نکل جاتے میں نے ان سے کہا کہ اگر اسی طرح کلاسیں نہ لی جاتی رہیں تو پاس کس طرح ہوں گے۔ مسکرا کر میری طرف دیکھا اور کہنے لگے آپ فکر کیوں کرتے ہیں۔ آپ میرے پاس گھر آ جایا کیجئے میں آپ کو پڑھا دیا کروں گا۔ نسخہ تو آسان تھا میں ان کے گھر چلا گیا۔ دستک دی۔ کسی نے دروازہ ہی نہ کھولا۔ واپس آ گیا۔ اگلے دن پھر گیا۔ دستک دی دروازہ کھل گیا۔ اور مجھے انہوں نے دو چار فارسی کے اشعار پڑھائے اور میں اگلے دن پھر گیا۔ اگلے دن مجھ سے کہنے لگے کہ آپ تو بلاوجہ فکر کرتے ہیں۔ میں نے ان رخصتوں میں علی گڑھ جانا ہے اور علی گڑھ ہی آپ کے پرچے جائیں گے۔ آپ یونیورسٹی آف دی پنجاب کے لفظ آف کے درمیان ایک نقطہ ڈال دیں میں ممتحن کو بتا دوں گا اور وہ آپ کو نمبر دے دے گا اور آپ پاس ہو جائیں گے۔ کتنی آسان تھی یہ بات لیکن میں اس سے گھبرا گیا۔ میں نے کہا کہ اگر واقعی میں نے نقطہ ڈال دیا اور میرے خلاف یہ بات اٹھ کھڑی ہوئی کہ میں نے نمبر لگانے والے شخص کو اشارہ دیا ہے تو میں تو پاس ہونا ہوتا بھی فیل ہو جاؤں گا۔ اس لئے میں نے نقطہ تو نہیں ڈالا۔ لیکن چونکہ تھوڑا بہت رٹا ہوا تھا۔ اس لئے پاس ہو گیا۔ اور یہ سوچنے لگا کہ لوگوں نے کتنے

باقی ص پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کس نے کیا کہا

فرنٹیئر پوسٹ نے اپنے ۱۵ر جنوری ۱۹۹۳ء کے شمارے میں ایک اداریے میں کہا ہے کہ سپریم کورٹ کے ایک فل بنچ نے ناصر احمد جو ایک احمدی شہری ہیں کی ضمانت کی درخواست پر غور کرتے ہوئے حال ہی میں فیصلہ دیا ہے کہ احمدیوں کے لئے قانونی طور پر یہ بات جائز ہے کہ وہ بعض اسلامی اصطلاحات کو استعمال کریں۔ مثلاً بسم اللہ۔ انشاء اللہ اور ایسی ہی دیگر اصطلاحات اور ان کے اس استعمال کو کسی طور پر بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ہتک عزت نہیں کہا جاسکتا۔ نہ ہی ان سے مسلم کمیونٹی کیلئے جذبات کو مجروح کرنے والی بات کے ضمن میں لایا جاسکتا ہے۔ درخواست دہندہ گذشتہ مئی میں تعزیرات پاکستان کے ماتحت اس مقدمہ میں ملوث کئے گئے تھے کہ انہوں نے ان اصطلاحات کو ایک شادی کے دعوت نامے پر استعمال کیا تھا۔ انہیں ان کے پراسیکیوٹر نے اپنے دلائل میں کہا کہ یہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کی ہتک کا باعث ہوئے ہیں۔ اور اس لئے انہیں موت کی سزا دی جانی چاہیئے۔ یہ سزا ان کے خیال میں ۲۹۵ سی جو حال ہی میں ایک ترمیم شدہ شق ہے کے مطابق دی جائے۔ لاہور ہائیکورٹ کے ایک جج نے اس بناء پر درخواست کو نامنظور کر دیا کہ پراسیکیوشن نے ان پر جو الزام لگایا تھا وہ ان کے خیال میں درست تھا۔ اس سپریم کورٹ کے فیصلے نے پاکستان میں احمدیہ جماعت کو جسے پرسیکیوٹ کیا جاتا ہے آسانی مہیا کی ہے۔ اس فیصلے کو ایک سنگِ میل کی حیثیت میں دیکھا جانا چاہیئے۔ جہاں تک احمدیوں کے ساتھ تکلیف دہ سلوک کا تعلق ہے یہ زیڈ۔ اے۔ بھٹو کے وقت میں شروع ہوا اور ضیاء الحق کے وقت میں اس میں شدت آگئی۔ اور اس ناروا سلوک نے پاکستان کو عالمی برادری میں بدنام کر دیا ہے۔ جہاں تک اندرون خانہ کا تعلق ہے اس نے مذہبی تعصب کو زیادہ مضبوط کیا ہے اور انتہا پسندی کی طرف لوگوں کو لانے کا باعث بنی ہے اور اب اس کی وجہ سے دوسرے مسلمان فرقوں کو اور اسی طرح غیر مسلمان اقلیتوں کو بھی تکلیف دینے کا باعث بن رہی ہے۔ بھٹو نے احمدیوں کو نان مسلم قرار دیا تھا اور جنرل ضیاء نے ۱۹۸۴ء میں ایک آرڈیننس جاری کیا جس کے ذریعے اس بات کو ایک جرم قرار دے دیا گیا کہ وہ بعض اسلامی اصطلاحات استعمال کریں۔ مثلاً السلام علیکم۔ یہ یقینی بات ہے کہ یہ ایک انتقامی اور مضحکہ خیز قانون تھا۔ کسی اور مذہب کے لوگ ان اصطلاحات کو استعمال کر سکتے ہیں اور انہیں قابل سزا نہیں سمجھا جاتا لیکن اگر احمدی ایسا کرے تو انہیں مقدمات میں ملوث کیا جاسکتا ہے یہ بات مذہبی جنگوں کی صورت دکھائی دیتی تھی اور جس طرح گذشتہ ادوار میں امریکہ آسٹریلیا وغیرہ ممالک میں وہاں کے رہنے والے قدیم باشندوں کا شکار کر کے ان کو ختم کر دیا گیا تھا اسی طرح کی یہ کارروائی تھی۔ اس سے مذہبی ناروا داری کی پشت پناہی ہوئی اور پاکستان میں بسنے والے چھوٹے مسلمان فرقوں کے لئے خطرے کا باعث بنی یہاں پر مذہبی اقلیتوں کو بھی مشکل کا سامنا ہوا۔ اسی لئے کہا جاسکتا ہے کہ پاکستان کو ایک جدید قوم کی ریاست بنانے کی راہ میں روک کا باعث بنی۔ مذہب میں انتہا پسندی جو یہ تقاضا کرتی تھی کہ احمدیوں کو تکلیف پہنچائی جائے۔ اب وہی دلائل شیعہ اور ذکری فرقوں کے خلاف استعمال کئے جاتے ہیں۔ جب قائد نے پاکستان کے شہریوں کو ملاّ کے نظریوں سے پاکستان کے تقسیم ہو جانے کا اعلان کیا تھا تو اس وقت یہی صورت حالات تھی جسے وہ بچانا چاہتے تھے۔

سپریم کورٹ نے اپنا یہ فیصلہ دے کر ترقی پسند اسلامک آئیڈیالوجی اور جمہوریت کی آزادیوں جو ہمارے بانی کے لئے مقدس تصور کی جاتی تھیں۔ ان کو قائم کیا ہے یہ قوم خطرناک طریق پر اس راستے سے ہٹ گئی تھی اور اس کو ہٹایا تھا ایسے آمروں نے اور سیاسی لیڈروں نے جنہیں صرف اپنا مفاد مدنظر تھا۔ اس قوم کی نجات اس بات سے وابستہ ہے کہ یہ اپنے قدموں کو واپس اسی راستے پر لے جائے یعنی جو راستہ قائد اعظم نے مقرر کیا تھا اور حقیقت تو یہ ہے کہ اس سلسلے میں ہماری عدلیہ کو رہنمائی کا فریضہ ادا کرنا چاہیئے۔

A landmark judgement

A full bench of the Supreme Court, while considering the bail petition of Nasir Ahmed, an Ahmedi citizen, has recently pronounced that the use of certain Islamic expressions by the Ahmedi community, such as 'Bismillah', 'Inshallah' and the like, are legally permissible and cannot be considered derogatory to the Holy Prophet [PBUH] or offensive to the Muslim community. The petitioner was charged, last May, under sections of the Pakistan Penal Code, for printing these Islamic expressions on wedding invitation cards, which his prosecutors argued made him guilty of defiling the name of the Holy Prophet [PBUH] and hence punishable by death under the recently amended section 295-C of the Pakistan Penal Code. A judge of the Lahore High Court had admitted the prosecution's charge and disallowed bail.

This Supreme Court action which grants relief to the persecuted Ahmedi community in Pakistan must be hailed as a landmark judgement. The religious persecution of the Ahmedis, which started under Z.A. Bhutto and increased under Zia-ul-Haq has brought a bad name to Pakistan in the comity of nations. Domestically, it has strengthened the forces of religious bigotry and extremism which are now determined to persecute other Muslim sects in the country as well as the non-Muslim minorities. Bhutto pronounce[illegible] the Ahmedis non-Muslims and Gener[illegible] Zia in 1984 issued an ordinance whic[illegible] made it a crime for them even to use ce[illegible]tain Islamic expressions, such as A[illegible] salam-o-Alaikum. This was indeed a vi[illegible]dictive and ludicrous piece of legislatio[illegible] While the members of any other religi[illegible] could use these expressions with im[illegible]punity, the Ahmedis were to be prosecute[illegible] for doing the same. It smacked of the rel[illegible]gious wars and witch-hunting of the me[illegible]dieval ages; and bolstered the cycle of re[illegible]ligious intolerance which, threatens t[illegible] fate of Pakistan's smaller Muslim sec[illegible] its religious minorities and hence its f[illegible]ture as a modern nation state. The ra[illegible] religious extremists that demanded persecution of the Ahmedis now use [illegible] same arguments against th[illegible] Shia [illegible] Zikri sects. When the Quaid warned [illegible] nation against the divisive and obscu[illegible]tist mullah ideology, it was precisely [illegible] development that he wanted to avoid. [illegible] Supreme Court, through its judgem[illegible] has upheld the progressive Islamic ide[illegible]ogy and democratic freedoms that [illegible] founders held sacred. This nation [illegible] been dangerously diverted from that p[illegible] by self-serving dictators and politi[illegible] leaders. Its salvation lies in retracing [illegible] steps, and it would be befitting for the [illegible]diciary to le[illegible] way.

شذرات

مقامی "ہیرو"

میٹرو پولیٹن کارپوریشن لاہور نے ایسی تجاویز مانگی ہیں جو شہر کے مختلف علاقوں، قصبوں اور سڑکوں کے دوبارہ نام رکھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان میں سے ایک چوک گلشن راوی ہے جسے حال ہی میں چند سال ہوئے تیار کیا گیا تھا۔ اس کی تیاری لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے کی تھی۔ اب حکام یہ چاہتے ہیں کہ اس چوک کا نام دلاّ بھٹی رکھا جائے۔ پنجابی دانشور کچھ عرصے سے اس بات کا مطالبہ کر رہے ہیں کہ اہم جگہیں خاص طور پر دلاّ بھٹی کے اپنے ضلع گوجرانوالہ میں ان کے نام سے منسوب کی جائیں۔ ایک بنک افسر مسٹر بشیر بھٹی نے ایک سوسائٹی تشکیل دی تھی جس کا نام انہوں نے دلاّ بھٹی اکیڈیمی رکھا تھا۔ یہ اکیڈیمی تسلسل کے ساتھ اپنے آپ کو اور اس سپوت زمین کو تسلیم کروانے کی کوشش کرتی رہی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس سپوت نے مغل زیادتیوں کے خلاف احتجاجی جنگ کی تھی۔ دلاّ بھٹی کا تعلق پنڈی بھٹیاں سے تھا جہاں لوگوں نے سال ہی میں ایک پولیس سٹیشن کا محاصرہ کر لیا کیونکہ پولیس کے بعض افسران نے مبینہ طور پر زیادتی کی تھی۔ کہتے ہیں کہ بھٹیوں سے آج بھی وہی سلوک ہو رہا ہے جو ان کے آباؤ اجداد کے ساتھ ہو رہا تھا۔ یعنی دلاّ فرید اور ساندل کو دلی کے حکمرانوں نے اسی طرح تنگ کیا تھا۔ پنجاب شمال سے آنے

باقی ص ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادِ رفتگان ——— محمود مجیب اصغر

محترم میاں فضل الرحمٰن صاحب بسمل

ہم اللہ کی تقدیر پر راضی ہیں جو کہ ہمارا رب ہے۔

خاکسار کے والد مکرم میاں فضل الرحمٰن صاحب بسمل (بی اے۔ بی ٹی) سابق امیر جماعت احمدیہ بھیرہ بفضلِ الٰہی ۱۰ جنوری ۱۹۹۳ء بروز اتوار صبح ساڑھے سات بجے فضل عمر ہسپتال ربوہ میں رحلت فرما گئے۔ جہاں وہ گزشتہ تین چار روز سے داخل تھے۔

(اس زمین پر جو کوئی بھی ہے
آخر ہلاک ہونے والا ہے اور
صرف وہ بچتا ہے جس کی طرف
تیرے جلال اور عزت والے
خدا کی توجہ ہو)

والد صاحب یکم نومبر ۱۹۰۸ء کو بھیرہ ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئے (وہی بھیرہ جو حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحب امام اول اللہ ان سے راضی ہو کا مولد و مسکن تھا) خاکسار کے دادا میاں عبدالرحمٰن صاحب اور پڑدادا میاں اللہ دین صاحب نے ۱۸۹۸ء میں حضرت اقدس بانی جماعت احمدیہ کے دست مبارک پر قادیان پہنچ کر بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی اس طرح محترم والد صاحب پیدائشی احمدی ٹھہرے۔

والد صاحب کو بچپن میں اپنے والدین کے ہمراہ حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحب بھیروی کے زمانہ امامت میں ایک مرتبہ جلسہ سالانہ قادیان پر حضور کے گھر رہنے کا شرف حاصل ہوا۔ والد صاحب بتایا کرتے تھے کہ انہیں حضرت امام اول کا خوبصورت وجیہہ اور نہایت بارعب چہرہ خواب کی طرح یاد ہے جس کی صحیح عکاسی حضور کے مروّجہ فوٹو میں پوری طرح نہیں ہو پائی۔

والد صاحب نے ابتدائی تعلیم بھیرہ میں حاصل کی ساتویں جماعت میں پہنچے تو والدہ محترمہ کا انتقال ہو گیا۔ نویں میں ہوئے تو والد محترم بھی اللہ کو پیارے ہو گئے۔ (حضرت دادا جان میاں عبدالرحمٰن صاحب کا وصال ۱۹۲۴ء میں حضرت سیٹھ ابوبکر یوسف خسر حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کے گھر پر جدہ میں ہوا)

والدین کی وفات کے بعد خاکسار کے والد محترم کو پڑھائی جاری رکھنے کے لئے بہت جدوجہد کرنی پڑی۔ اور اس غرض کے لئے وہ قادیان منتقل ہو گئے میٹرک کا امتحان والد صاحب نے قادیان سے پاس کیا۔ والد صاحب بتایا کرتے تھے کہ قادیان میں قیام کے دوران انہیں حضرت امام الثانی کی مجالس عرفان میں شامل ہونے اور بعض دفعہ اجازت لے کر حضور کے کندھے اور ٹانگیں دبانے کی سعادت بھی نصیب ہوتی تھی۔

میٹرک کے بعد والد صاحب نے سروس شروع کر دی۔ شادی بھی ہو گئی لیکن والد صاحب نے پرائیویٹ طور پر تعلیم کو جاری رکھا اور نہایت محنت اور ہمت اور تنگی ترشی کے حالات کا مقابلہ کر کے ادیب فاضل، ایف اے، منشی فاضل، بی اے اور بالآخر بی ٹی کے امتحان پاس کئے اس کے ساتھ ساتھ دینی خدمات اور گھریلو ذمہ داریوں کو احسن رنگ میں نبھایا۔ سروس کے دوران کئی جگہوں پر متعین رہے جہاں بھی گئے ایک دو احمدیوں کو تلاش کر کر کے جماعت بنائی یا جماعت کو متحرک کیا مالی قربانیوں کے علاوہ دعوت الی اللہ کی بھی توفیق پائی۔ دعوت الی اللہ کے نتیجہ میں مخالفتیں بھی ہوئیں اور اخبارات میں خبروں اور تبادلوں تک نوبت پہنچی لیکن پائے ثبات میں کبھی لغزش نہیں آنے دی اور نہ کبھی کسی کے رعب میں آئے اور نہ کبھی اپنے کام میں سست ہوئے۔

والد صاحب بہت معمور الاوقات تھے اپنی زندگی میں بڑی محنت کی جماعتی کاموں میں ہمیشہ پیش پیش رہے۔ مطالعہ کتب حضرت اقدس بانی جماعت احمدیہ کثرت اور باقاعدگی سے کرتے رہتے تھے۔ عبادات سے خاص شغف تھا۔ فرض عبادات کے علاوہ دیگر عبادات باقاعدگی سے ادا کرتے۔

اپنا ایک واقعہ سناتے تھے کہ کسی سکول میں سٹاف کے ساتھ بیٹھے تھے کہ بی اے کا رزلٹ کارڈ آیا۔ والد صاحب اٹھ کر قریب جگہ پر سجدہ میں گر گئے اور خوب آنسو بہائے۔ سٹاف کے باقی ممبر پریشان ہو گئے کہ خدا جانے کیا خبر آئی ہے والد صاحب نے فارغ ہو کر بتایا کہ وہ بی اے میں پاس ہو گئے ہیں اور سجدہ شکر بجا لا رہے تھے اس پر والد صاحب کے سب ساتھی بہت حیران اور متاثر ہوئے۔

والد صاحب کو شعر و شاعری سے بھی شغف تھا۔ فارسی اور اکثر اردو میں کئی نظمیں لکھیں۔ بعض جماعتی رسائل و اخبارات میں شائع بھی ہوئیں۔ حضرت امام الثانی کی وفات پر والد صاحب کی دو نظمیں "یادِ محمود" میں محفوظ ہیں۔

حضرت امام الثالث کے انتخاب پر حضور کو نظم لکھی۔ حضور نے (اللہ جزا دے) لکھ کر جواب دیا۔ جب حضور نے تعلیم القرآن منصوبہ جاری فرمایا تو ایک نظم اس موضوع پر لکھی۔

والد صاحب امام وقت کی ہر تحریک میں شامل ہونے کی توفیق پاتے رہے۔ بھیرہ میں لمبا عرصہ سیکرٹری مال اور پھر امیر جماعت بھی رہے۔ ۱۹۷۴ء کے پُر آشوب زمانہ میں والد صاحب ہی بھیرہ کے امیر جماعت تھے۔ ہنگاموں کے آغاز پر ۳۰ مئی ۱۹۷۴ء کو ایک جلوس نے ہمارے گھر پر حملہ کیا۔ والد صاحب کے سر پر کلہاڑی لگی۔ بہت خون ضائع ہوا اور گہرا زخم آیا لیکن اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر بچا لیا۔

ربوہ میں قیام کے دوران آپ کو حضرت امام الثالث کی منظوری سے جامعہ احمدیہ میں انگلش اور اردو کے مضامین بھی چند سال تک پڑھانے کی سعادت نصیب ہوئی۔

والد صاحب محلہ کی عاملہ کے رکن بھی رہے بیت الانوار میں کثرت سے اپنا تازہ کلام سناتے تھے اور بعض اوقات چوہدری عطاء اللہ صاحب ترنم سے والد صاحب کا کلام سناتے تھے۔

حضرت امام الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے لندن تشریف لے جانے پر نظم لکھ کر حضور کو بھجوائی۔ حضور نے اپنے مکتوب میں تحریر فرمایا "...... آپ نے جو نظم لکھی ہے اور محبت و فدائیت کے جن جذبات کا اظہار ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی بہترین جزا عطا فرمائے"۔

(۵۹۳۱-۲ ۸۴-۸-۸)

اکثر نظمیں لکھ کر حضور کو بھجواتے رہتے ایک خط میں حضور نے فرمایا۔

"آپکی پر خلوص نظمیں بہت اچھی ہیں۔ پہلے بھی کچھ مل چکی ہیں۔ آپکی نظمیں قابل تحسین ہیں اللہ تعالیٰ آپ کے اخلاص اور ایمان میں برکت دے اور لازوال فضلوں سے نوازے"

(۳۰۰ ۸۷-۱۱-۲۳)

بچوں کی خوشی کے موقع پر بھی نظمیں لکھتے خاکسار کی بڑی بچی کے چھوٹی سی عمر میں قرآن ختم کرنے پر نظم لکھی جو مصباح میں شائع ہوئی۔

والد صاحب علمی ذوق رکھتے تھے مضامین کے علاوہ چند چھوٹی چھوٹی کتب بھی لکھیں "بھیرہ کی تاریخ احمدیت" "مسدس اصغر" وغیرہ ایک خواب کی بناء پر "احمدیت کا پیغام" کا خلاصہ نکال کر اس کا فارسی ترجمہ کیا۔ اور متعلقہ ادارے کو بھجوایا۔ خدام الاحمدیہ کو "محمد بن قاسم کی آپ بیتی" لکھ کر بھجوائی۔

آپ اخلاق کریمانہ کے مالک تھے ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم رکھا اور یہی تعلیم بچوں کو دی۔ بچوں کے ہر خط میں نصائح لکھتے اور دعائیں دیتے۔ ایک مرتبہ خاکسار بیمار ہوا تو ایک خط میں گھریلو معاملات کے علاوہ لکھا۔

"اللہ تعالیٰ تمہیں صحت و عافیت اور خدمت دین کی خاطر مزید عمر دراز عطا فرمائے۔"

بڑی خاموش اور گمنام زندگی گذاری۔ انکسار اور عجز کے پیکر تھے۔ شاید ہم ان کے صحیح مقام کو نہیں پہچان سکے اور ان کی خدمت سے اگر کوئی کوتاہی رہ گئی ہے تو اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمائے ان کو جنت [illegible] میں جگہ دے اور اپنے قرب میں ان کے درجات بڑھائے ان کی اولاد پر فضل فرمائے امامت احمدیہ کے قدموں سے وابستہ رہ کر مقبول خدمات دین و ملت کی توفیق بخشے اور ان کی نیکیوں کو زیادہ وسعتوں کے ساتھ زندہ اور قائم رکھنے کی توفیق بخشے۔

آج سے چار سال قبل ۱۵ جنوری ۱۹۸۹ء کو محترمہ والدہ صاحبہ داغ مفارقت دے گئی تھیں۔ اب والد صاحب بھی ہم سے جدا ہوئے اللہ تعالیٰ دونوں کے درجات بلند فرماتا رہے۔

والد صاحب کی بیماری کے کئی ادوار میں لمبا عرصہ تک ہماری ایک بہن طاہرہ سلطانہ نے ایک ایک لمحہ ان کے ساتھ رہ کر ان کی انتہائی خدمت کی احباب کرام سے اس بہن کے لئے بطور خاص دعا کی درخواست ہے۔ جن اقرباء اور احباب نے والد صاحب کی بیماری اور تجہیز و تکفین میں معاونت فرمائی ہے اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے اور اپنے فضلوں رحمتوں اور برکتوں سے نوازے۔

وفات کے وقت والد صاحب کی عمر تقریباً ۸۴ سال تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے اور بہشتی مقبرہ میں ان کی تدفین عمل میں آئی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ مکرمہ شریفہ بیگم صاحبہ اہلیہ محترم نذیر احمد صاحب سولنگی ابن مکرم ماسٹر محمد بخش صاحب سولنگی کے شوہر گذشتہ روز وفات پا گئے تھے اس سلسلہ میں سلسلہ کے بزرگوں نے اور دیگر بہت سے بہن بھائیوں نے ان سے دلی ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔ محترمہ شریفہ بیگم صاحبہ درخواست کرتی ہیں کہ ان کے شوہر کے لئے اور ان کی اولاد کے لئے دعائیں جاری رکھی جائیں۔ آپ تمام بہنوں اور بھائیوں کا شکریہ ادا کرتی ہیں۔

سانحۂ ارتحال

○ مکرم میر محمد مبارک صاحب ربوہ ابن میر محمد ابراہیم صاحب سابق پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ پسرور مورخہ ۲۳ جنوری ۹۳ء کو ۶۵ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ بیت المبارک کے شرقی میدان میں مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے جنازہ پڑھایا اور تدفین کے بعد مکرم صدر الدین صاحب کھوکھر آف کراچی نے دعا کرائی۔ آپ محترم میر مبشر احمد طاہر صاحب دار العلوم ربوہ کے بڑے بھائی تھے۔

محترم مرزا محمد حسین صاحب کراچی ۱۶ جنوری ۱۹۹۳ء کو رات دس بجے انتقال فرما گئے۔ ان کی عمر ۸۳ سال آٹھ ماہ تھی۔

موصوف نے ۴۰ سال سرکاری ملازمت کی۔ زعیم انصار اللہ حلقہ ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی اور نائب زعیم اعلیٰ مجلس مارٹن روڈ کے عہدوں پر خدمات دین بجا لانے کی توفیق ملی۔ اردو، انگریزی اخبارات میں مضامین لکھتے رہے۔ روزنامہ الفضل سے بحیثیت مترجم منسلک رہے۔

احباب ان کی بلندیٔ درجات کیلئے دعا کریں۔

مقابلہ بین الاضلاع اطفال سال ۱۹۹۱-۹۲ء میں درج ذیل اضلاع نے پہلی دس پوزیشنز حاصل کی ہیں۔ خدا تعالےٰ ان کے لئے یہ اعزاز بابرکت فرمائے

اوّل۔	ضلع کراچی
دوم۔	〃 خانیوال
سوم۔	〃 لاہور
چہارم۔	〃 راولپنڈی
پنجم۔	〃 مظفرآباد (آزاد کشمیر)
ششم۔	〃 جھنگ
ہفتم۔	〃 سیالکوٹ
ہشتم۔	〃 چکوال
نہم۔	〃 سرگودھا
دہم۔	〃 نارووال

مہتمم اطفال الاحمدیہ پاکستان

طالبات متوجہ ہوں!

ایسی تمام احمدی طالبات جو کسی مخلوط تعلیمی ادارہ میں داخلہ لینا چاہتی ہیں کے لئے ضروری ہے کہ وہ نظارت تعلیم کے توسط سے حضور انور سے باپردہ رہ کر تعلیم حاصل کرنے کی اجازت حاصل کریں نیز جو احمدی طالبات لاعلمی کی بناء پر داخلہ لینے سے قبل اجازت حاصل نہیں کر سکیں اور ابھی مخلوط تعلیمی ادارے میں تعلیم حاصل کر رہی ہیں وہ بھی نظارت تعلیم کے توسط سے فوری حضور انور سے باپردہ رہ کر تعلیم حاصل کرنے کی اجازت لیں۔

(درخواست فارم نظارت تعلیم سے حاصل کر لیں۔)

(نظارت تعلیم)

کیا آپ کو کوئی تعلیمی مسئلہ تو درپیش نہیں

وہ تمام احمدی طلباء جو کسی تعلیمی مسئلہ سے دوچار ہیں یا مزید تعلیم کے سلسلہ میں راہنمائی چاہتے ہیں اور فکر مند ہیں۔ فوری طور پر نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ سے رابطہ کر کے راہنمائی حاصل کریں۔

اسی طرح احمدی اساتذہ بھی حسب ضرورت رابطہ کر کے راہنمائی حاصل کریں۔

(نظارت تعلیم)

تبدیلی ٹیلیفون نمبر

○ ہمارے نمائندہ مکرم عبد المالک صاحب آف لاہور کا فون نمبر گھر کا تبدیل ہو گیا ہے نیا نمبر نوٹ فرمالیں۔ (۶۳۶۴۶۳۹)

مینجر الفضل

پتہ درکار ہے

○ محترمہ سردار بیگم صاحبہ اہلیہ اللہ داد صاحب وصیت نمبر ۲۶۹۳

○ مکرمہ حسین بی بی صاحبہ وصیت نمبر ۲۰۸۳ بنت ہادی صاحب قوم ارائیں سکنہ چک نمبر ۲۷۹ ر.ب گوکھووال ضلع فیصل آباد۔

○ مکرمہ خورشید اختر صاحبہ زوجہ مکرم عبد الکریم صاحب ساکن لاہور وصیت نمبر ۸۵۸۲

ان موصیان کے بارہ میں اگر کسی دوست کو علم ہو تو ان کے موجودہ ایڈریس سے دفتر کو مطلع کریں۔ اگر خود پڑھیں تو بھی دفتر سے رابطہ کریں۔

"سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ"

"اس سال کو انسانی بہبود کا سال بنا دیں۔"

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

بقیہ: صد ۳

کبوتر کا خون ہوتا ہے۔ اور کبوتر کے خون کی قیمت تو ایک پیسہ بھی نہیں ہوتی۔

بقیہ: صد ۴

آسان آسان نسخے تجویز کر رکھے ہیں۔ سارا سال بلکہ دو سال آرام سے کھو پھرو۔ کلاس لینے کی کوئی ضرورت نہیں اور اگر کوئی اس سلسلے میں پریشانی کا اظہار کرے تو اسے یہ نسخہ بتا دو۔

یہ آج سے ۴۵ سال قبل کی بات ہے۔ بہرحال جس طرح افراطِ زر کی کیفیت ہو جاتی ہے اسی طرح ایسے واقعات کی بھی افراط ہو جاتی ہے۔ اگر ان دنوں اکّا دکّا واقعات ہوتے تھے تو اب ان کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی ہے۔ کیفیت وہی ہے کمیت میں فرق آ گیا ہے۔

بقیہ صد ۵

والے لوگوں کے لئے دل کھلے کا راستہ مہیا کرتا ہے۔ اور اس لئے ان کے متعلق ہمیشہ شکوک و شبہات قائم رہے۔ دلی کے حکمران ان لوگوں کے ہمیشہ خلاف رہے وہ اپنے حملہ آوروں کو خوش آمدید کہتے رہے یا مشرق اور مغرب کی طرف سے جو ان پر زیادتی ہوتی تھی ان کا مقابلہ کرتے رہے۔ کہا جاتا ہے کہ اب غیر پنجابیوں کی کیا بات ہے پنجابیوں کو خود نہیں پتہ کہ تاریخ میں ان کا کردار کیا تھا۔ برطانیہ کی حکمرانی کے دوران پنجابیوں کو ان کا وفادار سمجھا جاتا تھا۔ کیونکہ ۱۸۵۷ء میں انہوں نے سال کے آخری حصے میں برطانیہ کی مدد کی تھی۔ پنجابیوں نے اس بات کو سنجیدگی سے لیا ہی نہیں تھا۔ اس لئے وہ تاریخی واقعات کے متعلق کچھ کہہ نہیں سکتے۔ مثلاً ہماری قومی تاریخ میں احمد شاہ ابدالی کو ایک غازی کہا گیا ہے۔ اگر ایسا ہی ہے تو میر منو جو پنجاب کے گورنر تھے جنہوں نے ابدالی کو دلی کے قریب شکست دی تھی کیا کہا جائے گا۔ اسی طرح ابدالی نے پنجاب پر بھی حملہ کیا لیکن وہ لاہور نہیں پہنچ سکا۔ میر منو نے ان کے ساتھ سودا بازی کر لی اور ابدالی وہیں سے واپس چلا گیا۔ کہتے ہیں کہ دلّا بھٹی بھی ایک پنجابی ہیرو تھا جس کا دیہاتی شاعری میں بہت ذکر آتا ہے اس نے اکبر کی مخالفت کی۔ جیسا کہ اس کے آباؤ اجداد نے اس سے پہلے کی تھی۔ غالباً انہوں نے بابر اور ہمایوں کا مقابلہ کیا اور شکست کھانے کے بعد انہیں تختہ دار پر چڑھا دیا گیا۔

ناصر کنڈر گارٹن

محلہ دار الرحمت وسطی۔ ربوہ (منظور شدہ محکمہ تعلیم)

ناصر کنڈرگارٹن ربوہ میں پریپ (PREP) اور نرسری کلاس میں داخلہ یکم فروری ۹۳ء سے شروع ہوگا۔

خصوصیات: اعلیٰ طریقۂ تعلیم جس سے بچوں کی ذہنی نشوونما عمدہ طریق سے ہوتی ہے۔ بچوں کے لئے کھیلنے کا سامان۔ محنتی اور شفیق استانیاں۔

—— پرنسپل ——

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ: ۲۷ جنوری۔ رات بھر اور صبح سے ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے۔ تاہم دھوپ گرمی کا احساس پیدا کرتی ہے۔

○ پاک بحریہ کے سربراہ ایڈمرل سعید نے بتایا ہے کہ پاکستان کا ایٹمی پروگرام رکوانے کے لئے دباؤ ڈالنے کے لئے امریکہ نے لیز پر دیئے ہوئے بحری جہاز واپس مانگ لئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ کی تاریخ میں پہلی بار ایسا ہوا ہے کہ امریکہ نے جہاز واپس مانگے ہوں جبکہ اس سے قبل ہمیشہ ایسے جہاز لیز کی مدت ختم ہونے کے بعد متعلقہ ملک کے حوالے کر دیئے جاتے تھے۔

○ چیف آف آرمی سٹاف جنرل عبدالوحید نے کوئٹہ میں کہا ہے پاکستان کا دفاع مضبوط ہاتھوں میں ہے۔ قوم مطمئن رہے۔

○ نئے آرمی چیف نے سندھ میں پیر جو گوٹھ کے مقام پر پیر صاحب پگارا سے ملاقات کی۔ پیر صاحب نے جنرل صاحب کو مشورہ دیا کہ سندھ میں ڈاکوؤں اور جرائم پیشہ افراد کے خلاف کارروائی جاری رکھی جائے۔

○ سابق صدر ضیاء الحق کے صاحبزادے مسٹر اعجاز الحق نے سانحہ بہاولپور کی تحقیقات کرنے والے عدالتی کمیشن کے سامنے اپنی گواہی ریکارڈ کرواتے ہوئے کہا کہ سانحہ میں فوج کے بعض اراکین کا ملوث ہونا خارج از امکان نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ جنرل اسلم بیگ نے ۱۹۸۹ء میں کہا تھا "میرے ہاتھ قاتلوں کے گریبانوں تک پہنچ چکے ہیں کوئی مجھے موقع تو دے"۔ جنرل بیگ سے اس جملے کی وضاحت مانگی جائے۔ انہوں نے کہا کہ حادثے کے بارے میں معلومات رکھنے والے تمام افراد کو منظر سے ہٹا دیا گیا ہے۔

○ پاکستان تیل برآمد کرنے والے ملکوں میں شامل ہو گیا ہے۔ چین کے ساتھ تیل برآمد کرنے کے پانچ سالہ معاہدے پر دستخط ہو گئے ہیں۔

○ گلگت میں فرقہ وارانہ فسادات کے مجرموں کو پناہ دینے کے الزام میں اسسٹنٹ کمشنر اور متعدد پولیس اہلکاروں کو معطل کر دیا گیا ہے۔ یہ کارروائی وفاقی وزیر برائے شمالی علاقہ جات نے کی ہے۔

○ سندھ میں لوڈ شیڈنگ ختم کر دی گئی ہے۔

○ دفتر خارجہ نے کہا ہے کہ ہم کشمیریوں کی اخلاقی مدد کر رہے ہیں لیکن فوجی سطح پر ان کی کوئی مدد نہیں کی جا رہی انہوں نے کہا کہ بین الاقوامی سطح پر بے شک اس بات کی تصدیق کرا لی جائے۔

○ وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف ۱۵ روزہ دورے پر سوئٹزرلینڈ پہنچ گئے ہیں۔ وہاں پر وہ عالمی اقتصادی فورم میں شرکت کریں گے۔ وزیر اعظم نے سوئٹزرلینڈ پہنچ کر فروغ سرمایہ کاری کی ایک کانفرنس میں شرکت کی جس میں مغربی ملکوں کے صنعت کاروں اور پاکستانی تاجروں نے شرکت کی۔

○ بھارت کے یوم جمہوریہ کے موقع پر وادی کشمیر میں یوم سیاہ منایا گیا۔ مکمل ہڑتال ہوئی۔ گھر گھر سیاہ پرچم لہرائے گئے گاڑیوں کی آمد و رفت بھی معطل رہی۔

○ وزیر اعظم نے انتباہ کیا ہے کہ جس پرواز کا کوئی مسافر منشیات کی سمگلنگ میں ملوث پایا گیا اس کی پوری شفٹ کو معطل کر دیا جائے گا۔ اور منشیات کے دھندے میں ملوث مسافروں کی امیگریشن کلیرنس پر مامور عملے کے خلاف بھی سخت کارروائی کی جائے گی۔

○ امریکی وزیر خارجہ وارن کرسٹوفر نے اقوام متحدہ کی تشکیل نو پر زور دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان کا ملک جاپان اور جرمنی کو سلامتی کونسل کا مستقل رکن بنانے پر غور کر سکتا ہے۔

○ دیہی علاقوں میں چھٹی جماعت میں داخلہ لینے والی ہر طالبہ کو ۵۰ روپے وظیفہ دیا جائے گا۔ پسماندہ دیہی علاقوں میں خواتین کی ناخواندگی دور کرنے کے لئے ۱۲ ارب روپے کی لاگت سے تین نئے پراجیکٹ شروع کئے جائیں گے۔

○ پنجاب کے وزیر اعلیٰ نے بتایا ہے کہ اس سال ۴۰ لاکھ ٹن گندم دوسرے ممالک سے خریدنا پڑے گی۔

○ امریکہ کے صدر کلنٹن نے اپنی اہلیہ کو ایک خصوصی کمیٹی کا سربراہ مقرر کیا ہے جو امریکہ میں صحت کے نظام میں ممکنہ اصلاحات کا جائزہ لے گی۔

○ بنگلہ دیش کی حکومت نے کہا ہے کہ اپوزیشن لیڈر شیخ حسینہ واجد پر حملے میں اس کا کوئی ہاتھ نہیں۔ یہ حملہ عوامی لیگ کے اندرونی خلفشار کا نتیجہ ہے۔

○ شارجہ کپ ٹورنامنٹ میں پاکستان پہلا میچ یکم فروری کو زمبابوے کے خلاف کھیلے گا۔

○ کروشیائی افواج نے سربیا کی فوجوں کو ۲۵ کلومیٹر پیچھے دھکیل کر ہوائی اڈے پر قبضہ کر لیا ہے۔

○ پیر صاحب پگارا نے کہا ہے کہ میرا حساب کہتا ہے کہ صدارتی انتخابات نہیں ہوں گے۔

دانتوں کا معائنہ مفت۔ احمد ڈینٹل کلینک
ڈینٹسٹ
طارق مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ
رانا مدثر احمد ۴½ بجے ۸½ بجے شام

الطاف فرنیچرز
شیخوپورہ روڈ۔ فیصل آباد

دانت مت نکلوائیے
دانت درد کا فوری علاج ممکن ہے
ماسخورہ۔ پائیوریا۔ دانتوں کو ٹھنڈا گرم پانی لگنا دانتوں سے خون پیپ کا آنا، مسوڑوں کا پھولنا دانتوں کا ہلنا۔ تمام امراض کے مستقل علاج کے لیے تشریف لائیں
فل سیٹ
دانت جرمن اور لندن کے جدید طریقے سے فکس کئے جاتے ہیں

پرانا اڈہ لاریاں چنیوٹ میں آپکے پرانے خادم
فون: ۹۴۵۰
بشیر ڈینٹل کلینک چنیوٹ

HASHMI ASSOCIATES
(PROPERTY CONSULTANTS)
پاکستان کے خوبصورت اور دلکش شہر اسلام آباد میں رہائشی و کمرشل جائیداد کی خرید و فروخت کیلئے آپکا اپنا اور قابل اعتماد ادارہ۔
ہاشمی ایسوسی ایٹس
پتہ: ۵ مہران پلازہ ۹/G مرکز اسلام آباد
فون: ۸۵۲۶۵۹ - ۲۵۳۵۲۶
۲۱۶۵۴۰

کمزور بچے
BABY TONIC — بے بی ٹانک
بچوں کی کمزوری، سوکھا پن، دستوں، دانت نکلانے کی تکلیف اور چڑچڑے پن وغیرہ کے لئے بچوں کا ٹانک ۲ سال کی عمر تک زیادہ مفید ہے۔ قیمت -/۱۲ روپے
BABY GROWTH COURSE — بے بی گروتھ کورس
ہر عمر کے کمزور بچوں میں ہڈیوں کی نشوونما، بھوک کی کمی اور جسمانی توانائی کے لئے مفید کورس، قیمت -/۳۰ روپے ۔ لٹریچر مفت
کیور ٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ ربوہ فون ۶۷۱ / ۶۰۶